قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 06 مارچ 2021ء | 21 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:56

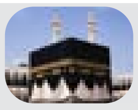

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ

(القمر:18)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے۔ پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ زمانہ اب وہی ہے جب اور بھی بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ پڑھنے والی کتابیں بھی اور بہت سی آ چکی ہیں۔ اور بہت ساری دلچسپیوں کے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ انٹرنیٹ وغیرہ ہیں جن پر ساری ساری رات یا سارا سارا دن بیٹھے رہتے ہیں۔ اس طرح ہے کہ نشے کی حالت ہے اور اس طرح کی اَور بھی دلچسپیاں ہیں۔ خیالات اور نظریات اور فلسفے بہت سے پیدا ہو چکے ہیں۔ جو انسان کو مذہب سے دور لے جانے والے ہیں اور مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں ہیں۔ دنیا میں سارا معاشرہ ہی ایک ہو چکا ہے۔ قرآنی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی کی تعلیمات پر ہر جگہ عمل ہو رہا ہے۔ یہی زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ اسی زمانے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ قرآن کو متروک چھوڑ دیا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی اس متروک شدہ تعلیم کو دنیا میں دوبارہ رائج کرنا ہے اور آپؑ نے یہ رائج کرنا تھا بھی اور آپؑ نے یہ رائج کر کے دکھایا بھی ہے۔ آج ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی تعلیم پر نہ صرف عمل کرنے والا ہو، اپنے پر لاگو کرنے والا ہو بلکہ آگے بھی پھیلائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو آگے بڑھائے۔ اور کبھی بھی یہ آیت جو میں نے اوپر پڑھی ہے کسی احمدی کو اپنی لپیٹ میں نہ لے۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ ہمارے ذہن میں ہونا چاہئے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ ہم ہمیشہ قرآن کے ہر حکم اور ہر لفظ کو عزت دینے والے ہوں۔ اور عزت اس وقت ہو گی جب ہم اس پر عمل کر رہے ہوں گے۔ اور جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو قرآن کریم ہمیں ہر پریشانی سے نجات دلانے والا اور ہمارے لئے رحمت کی چھتری ہو گا۔ جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَلَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل:83) اور ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا اور کسی چیز میں نہیں بڑھاتا۔

پس ہمیں چاہئے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے تمام اوامر و نواہی کو سامنے رکھیں اور اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ تبھی ہم روحانی اور جسمانی شفا پانے والے بھی ہوں گے اور قرآن کریم ہمارے لئے رحمت کا باعث بھی ہو گا۔ اور عمل نہ کرنے والے تو ظالم ہیں اور ان کے لئے سوائے گھاٹے کے اور کچھ ہے ہی نہیں، جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا۔ ان کی تو آنکھ ہی اندھی ہے۔ ان کو تو قرآن کریم کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اکتوبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- جب کہ تُو قادر خدا ہے مالکِ ارض و سماء (منظوم)
- ''یہ میرا موٴقر اخبار الفضل ہے''
- ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن مسرور ٹیلی پورٹ۔ امریکہ
- مٹی سے گھر بنانے والے پرندے

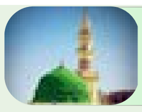

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کریم کے ہر حرف کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی کی وجہ سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔

پھر فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن...)

جس گھر میں تلاوت قرآن نہ ہو وہاں خیر کم اور شر زیادہ ہو جاتا ہے

ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرو۔ یقیناً وہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر کم ہو جاتی ہے۔ اور شر زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔

(کنزالعمال۔ ادب المعبر الفصل الثانی فی آداب البیت والبناء حدیث نمبر 41496 مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی حلب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

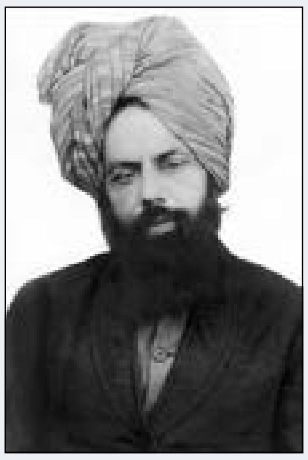

قرآن کریم میں تمام مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''قرآن مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دُنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہوگئی تھیں اور تقریباً سب کے سب لوگ بد اعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔ اسی کی طرف اللہ جلّشانہ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ (الرّوم:42) یعنی تمام لوگ کیا اہل کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دُنیا میں فسادِ عظیم برپا تھا۔ غرض ایسے زمانے میں خدا تعالیٰ نے تمام عقائد باطلہ کی تردید کے لیے قرآن مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لیے بھیجی جس میں کُل مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے۔ اور خاص کر سورہ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کُل عقائد کا ذکر ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 379، ایڈیشن 1988ء)

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے

پھر آپ فرماتے ہیں:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

نیز فرمایا:

''میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے اعراض صوری یا معنوی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اُس کے غیروں میں فرقان رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کی معرفت بڑھتی ہے۔ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کو وہ حواس اور قویٰ دیئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے وہ ان باتوں کو سُنتا ہے کہ اوروں کو اُس کی خبر نہیں۔''

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 443، ایڈیشن 1984ء)

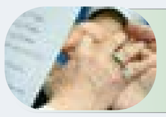

دربارِ خلافت

پنڈت لیکھرام کی ہلاکت اور پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آج دنیا گواہ ہے کہ اس موعود بیٹے نے دنیا کے کناروں تک شہرت پائی ہے اور بیرونِ ہندوستان یا بیرونِ قادیان دنیا کا ہر مشن آپؓ کی سچائی کا ثبوت ہے۔ بہت سارے مشن دنیا میں حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں قائم ہوئے تھے اور وہی سلسلہ، اسی نظام کا سلسلہ آج تک چل رہا ہے۔

بعض لوگوں کا یہ بھی اعتراض تھا کہ مصلح موعودؓ بعد کے کسی عرصے میں پیدا ہوں گے سو سال بعد دو سو سال بعد یا تین سو سال بعد۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہ کس وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے نشان مانگا تھا اور کیوں آپؑ کے زمانہ میں یہ پیدا ہونا اور نشان پورا ہونا چاہیے تھا، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

’’بعض لوگ کہتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی آئندہ نسل سے تین چار سو سال کے بعد آئے گا۔‘‘ یہاں بھی نسل کا ذکر ہے کہ آئندہ نسل سے کوئی تین چار سو سال کے بعد آئے گا۔’’موجودہ زمانہ میں نہیں آ سکتا مگر ان میں سے کوئی شخص خدا کا خوف نہیں کرتا کہ وہ پیشگوئی کے الفاظ کو دیکھے اور ان پر غور کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو لکھتے ہیں اس وقت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام اپنے اندر نشان نمائی کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے۔ اِندر مَن اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! تُو ایسا نشان دکھا جو ان نشان طلب کرنے والوں کو اسلام کا قائل کر دے۔ تُو ایسا نشان دکھا جو اِندر مَن مراد آبادی وغیرہ کو اسلام کا قائل کر دے اور یہ معترض ہمیں بتاتے ہیں۔‘‘ آپؓ فرماتے ہیں کہ یہ اعتراض کرنے والے کہتے ہیں’’ یہ معترض ہمیں بتاتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تو خدا نے آپؑ کو یہ خبر دی کہ آج سے تین سو سال کے بعد ہم تمہیں ایک بیٹا عطا فرمائیں گے جو اسلام کی صداقت کا نشان ہو گا۔ کیا دنیا میں کوئی بھی شخص ہے جو اس بات کو معقول قرار دے سکے؟‘‘ انتہائی نامعقول بات ہے۔’’ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص سخت پیاسا ہو اور کسی شخص کے دروازہ پر جائے اور کہے بھائی! مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے خدا کے لیے مجھے پانی پلاؤ اور وہ گھر والا آگے سے یہ جواب دے کہ صاحب! آپ گھبرائیں نہیں۔ مَیں نے امریکہ خط لکھا ہوا ہے وہاں سے اسی سال کے آخر تک ایک اعلیٰ درجہ کا ایسنس آ جائے گا۔ ’’شربت آ جائے گا‘‘ اور اگلے سال آپ کو شربت بنا کر پلا دیا جائے گا۔ کوئی پاگل سے پاگل بھی ایسی بات نہیں کرسکتا۔ کوئی پاگل سے پاگل بھی ایسی بات خدا اور اس کے رسول کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔ پنڈت لیکھرام، منشی اندرمن مراد آبادی اور قادیان کے ہندو تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام کے متعلق یہ دعویٰ کہ اس کا خدا دنیا کو نشان دکھانے کی طاقت رکھتا ہے ایک جھوٹا اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔ اگر

بقیہ صفحہ 7 پر

جب کہ تُو قادر خدا ہے مالکِ ارض و سماء

جب کہ تُو قادر خدا ہے مالکِ ارض و سماء
ذہن و دل پر بھی تصرّف تو دکھا سکتا ہے تُو
کون سا عُقدہ ہے جو وا ہو نہ تیرے ہاتھ سے
کیسی ہی بگڑی ہو میری جاں بنا سکتا ہے تُو
الاماں یہ تیرگی اور ہیچ میری کاوشیں
ٹمٹماتا سا دیا سورج بنا سکتا ہے تُو
کیسا ہی سرکش ہو جس کے دل پہ ہوں تالے پڑے
تجھ کو قدرت ہے کہ اس کو بھی سنا سکتا ہے تُو
آج جیشِ ابرہہ پھر برسرِ پیکار ہے
پر یقیں ہے پھر سے کعبہ کو بچا سکتا ہے تُو
ہر طرف ڈالے ہیں ڈیرے لشکرِ طاغوت نے
اس کے ہر اک مکر کو بے شک مٹا سکتا ہے تُو
شعلہ ہیں جن کی زبانیں اور سراپا آگ ہیں
اس جہاں سے راکھ بھی ان کی اڑا سکتا ہے تُو
جس سے چاہے تختِ شاہی چھین لے اک آن میں
جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا سکتا ہے تُو
دے نویدِ زندگی مجھ کو مرے قادر خدا
ایک حرفِ کن سے مردوں کو جِلا سکتا ہے تُو
درد و غم، یاس و الم کی دھند سے دے کر نجات
عافیت سے پُر ہوا ہم پر چلا سکتا ہے تُو
جو صدا نہ چار دیواری سے باہر جا سکے
تُو جو چاہے سارے عالم کو سنا سکتا ہے تُو

(ا۔ر۔ بدر)

آج کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴿۲﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ﴿۳﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۴﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۵﴾

(سورۃ الاخلاص)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

سورۃ الاخلاص توحید سے بھری ہوئی قرآنِ مجید کی عظیم الشان سورۃ ہے۔ تمام انبیاء جو اپنے اپنے وقت پر آئے بنیادی طور پر انکے آنے کا مقصد توحید کا قیام تھا۔ اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کے نہایت اعلیٰ دلائل دیے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سب سے بالا ہونے اور لاشریک ہونے کو یہ قرآنی سورۃ بڑی خوبصورتی سے بیان کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن حبیبؓ بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تم سورۃ الاخلاص اور بعد کی دو سورتیں صبح و شام میں تین بار پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام ضرورتوں کا متکفل ہوجائے گا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا جو اس کو بار بار پڑھ رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بیان کی اور گویا کہ وہ اس شخص کو کم یا چھوٹا سمجھ رہا تھا اس لئے شکایت کے رنگ میں بیان کیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قَسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ قرآن کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ باب قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ)

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس سورۃ کو توجہ سے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جب ہم رات کو یہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ پڑھنی چاہئے۔ جب ہم کہیں کہ خدا تعالیٰ اَحد ہے تو ساتھ ہی اس کے صمد ہونے کا مقام بھی اور مرتبہ بھی ہمارے سامنے آنا چاہئے۔ صمد وہ چیز ہے جو کسی کی محتاج نہیں ہے اور کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔ کبھی ہلاک ہونے والی نہیں ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16/ فروری 2018ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

''یہ میرا مؤقر اخبار الفضل ہے''

جو چیز کسی انسان کو پیاری ہو یا اس سے محبت ہو تو اس کی کوئی حرکت ، ادا بری لگے تو فوراً اس کی نشاندہی کرتا ہے تا وہ غلط بات درست ہو کر اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہو۔ یہی کیفیت احباب جماعت کے لئے اپنے پیارے مؤقر اخبار روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے لئے ہے۔ دنیا بھر سے ہزاروں قارئین کرام کو اگر ذرا سی بھی غلطی اس اخبار میں نظر آئے تو فوراً وہ اصلاح چاہتے ہیں۔ حال ہی میں ایک مضمون چار قسطوں میں شائع ہوا جس کا عنوان ہر قسط میں قدرے الفاظ کی تبدیلی سے مختلف تھا۔ جس کی طرف افریقہ سے ہمارے ایک معتبر قاری مکرم نعیم احمد باجوہ مبلغ برکینا فاسو نے توجہ دلائی۔ خاکسار نے جزاکم اللہ کے ساتھ انہیں میسج میں لکھا کہ بہت غور سے دیکھتے ہیں؟ تو ان مربی صاحب کا فوراً میسج آیا۔ ''میرا مؤقر اخبار الفضل ہے'' اسی طرح کسی اور قاری کی طرف سے غلطی کی نشاندہی پر خاکسار نے اسے لکھا۔ ''بہت غور سے پڑھتے ہیں؟'' تو اس قاری نے بھی یہی جواب دیا کہ ''میرا ذاتی اخبار ہے'' قارئین کے ان دونوں پیغامات میں الفضل سے ان کا پیار جھلکتا ہے۔ بہت سے قاری اخبار کے متعلق تعریفی کلمات لکھتے ہیں جن میں بعض کو اخبار کا حصّہ بنایا جاتا ہے۔ بعض قاری اپنا اظہار خیال لکھنے کی خواہش کے باوجود لکھ نہیں پاتے۔

دنیا بھر میں ہزاروں کی تعداد میں قارئین اپنے پیارے اخبار کا روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ ٹوئٹر اور انسٹاگرام پر قارئین کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے پھوپھا مکرم ملک منیر احمد اعوان مرحوم اخبار الفضل کے کاتب تھے۔ اور وہ گھر میں ایک چٹائی پر چوکڑی مار کر کتابت کیا کرتے تھے۔ میری عمر اسوقت 7، 8 برس کی ہو گی۔ ہم تمام کزنز ان کے ارد گرد بیٹھ جایا کرتے، ان سے باتیں کرتے اور ان سے کہانیاں سنا کرتے تھے ۔ اور ذرا بڑے ہوئے تو امی ابا کو اخبار الفضل سے پیار کرتے اور بہت شغف اور گہرائی سے پڑھتے دیکھا۔ ابا جان مرحوم اخبار کو الف سے یاء تک مکمل طور پر پڑھا کرتے۔ بلکہ ایک وقت اخبار کی پیشانی پر سیریل نمبر لگا کرتے تھے جن کا تسلسل اخبار کی تعطیلات کے باوجود قائم رہتا تھا اور ابا جان اخبار پر تاریخ کم دیکھتے اور سیریل نمبر پر دھیان زیادہ رہتا تا تسلسل میں کوئی اخبار پڑھنے سے رہ نہ جائے اور پھر اخبار کے تمام شماروں کو اسی سیریل نمبر کے حساب سے محفوظ رکھتے جاتے۔

قریباً یہی کیفیت محلہ یا اپنے جاننے والے احمدی گھروں کی ہوتی۔ اکثر گھروں میں فجر کی نماز کے وقت بچے اور بڑے نہ سوتے اور اخبار الفضل کا انتظار رہتا۔ جونہی دروازے سے ذرا سی آواز آتی تو اخبار الفضل کو اٹھانے کے لئے ہر کوئی لپکتا تا پہلے پکڑ کر اسے دیکھے۔ اس کی ایک وجہ احباب جماعت کی اپنے آقا خلیفۃ المسیح سے محبت اور لگاؤ بھی تھا کیونکہ ایک وقت میں اخبار کی پیشانی پر خلیفۃ المسیح کی صحت کی خبر اور مصروفیات شائع ہوتی تھیں۔ دوست سب سے پہلے حضور کی صحت کا پڑھ کر خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔ ان دنوں رشتہ داروں کے گھروں یا پڑوسیوں کے گھروں میں آنے جانے کا بھی رواج عام تھا۔ ہم ویسے بھی بچے تھے۔ آس پاس کے گھروں میں آنا جانا رہتا تو جب بھی کسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوتا اس گھر میں کسی نہ کسی فرد کو اخبار الفضل پڑھتے ہوئے دیکھا یا چارپائی پر تکیہ کے ساتھ پڑا نظر آتا۔ ان دنوں صحن میں چارپائیاں بچھا کر بیٹھنے کا رواج تھا بلکہ رشتہ ازدواجی میں منسلک ہونے کے بعد سسرالیوں میں بھی الفضل کو سینے سے لگا دیکھا۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ ڈائننگ ٹیبل تو ہوتے نہیں تھے چنگیر کے ارد گرد بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا تھا۔ ہماری مائیں صبح ناشتہ دیتے وقت کسی ایک بچے سے کہا کرتی کہ قرآنی آیت، حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پڑھ کر سناؤ گویا فیملی کلاسز میں الفضل پڑھا اور سنا جاتا تھا۔ پھر بڑے ہوئے جب مربی بنے تو الفضل مواخات کا نظام مختلف مقامات پر پایا بلکہ ہم نے بھی اپنے خطبات، تقاریر اور دروس میں اس نظام کو متعارف کروایا کہ ایسے احمدی دوست جو اخبار کسی وجہ سے خرید نہیں سکتے تھے تو چند دنوں بعد اخبار رکھنے والے دوست اپنے ایسے جماعتی بھائی کو اخبار الفضل دیتے اور وہ تین چار دن کے الفضل ایک ہی نشست میں پڑھ جاتے بلکہ بسا اوقات وہ خود ہی ایسے دوست کے گھروں سے اخبار لے آتے اور الفضل پڑھنے کا چسکہ پورا کرتے۔ اور تین چار دن پرانے اخبار بھی پرانے نہ لگتے، یوں لگتا کہ یہ آج کا اخبار الفضل ہے سیرالیون مغربی افریقہ میں قیام کے دوران ہمیں کئی دن کے اخبار اکٹھے ملا کرتے تھے وہ دن عید کا دن ہوتا اور تمام پاکستانی اردو سپیکنگ کو علم ہوتا کہ آج اخبار الفضل آئے ہیں تو وہ مشن ہاؤس میں اکٹھے ہو کر گھنٹوں بیٹھ کر پڑھتے یا اپنے گھروں کو لے جاتے۔ بلکہ اخبار بدل بھائی بھی بنتے ہم نے آنکھوں سے دیکھا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ چھ شماروں میں سے دو شمارے ایک دوست لے گئے تو دو دوسرے دوست اور دو تیسرے دوست لوگ لے گئے اور ان کا قیام ایک ہی کمپاؤنڈ میں ہونے کی وجہ سے وہ آپس میں اخبار کے شماروں کا تبادلہ کر لیتے اور یوں وہ الفضل بدل بھائی بھی بن جاتے۔

ان دنوں فونز یا الیکٹرانک رابطے تو ہوتے نہ تھے۔ اخبار الفضل ہی احباب کے درمیان رابطے کا مضبوط ذریعہ ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بہت دور دور سے عزیز و اقارب اور اغیار کے خطوط آتے جس میں درج ہوتا کہ اخبار الفضل سے آپ کی غمی اور خوشی کی یہ خبر پڑھی۔ جس کے ذریعہ مبارکباد یا عیادت و تعزیت ہوتی۔ بلکہ یہ عجب اتفاق اور خوشی تب ہوتی ہے جب پرانے اخبار میں شائع ہونے والی خوشی کی خبروں کی کٹنگ دوست احباب کی طرف سے بذریعہ سوشل میڈیا یا ملتی ہے۔ جیسے حال ہی میں دو ماہ قبل مکرم کولمبس خاں نے جرمنی سے اخبار الفضل میں شائع کردہ خاکسار کی پیدائش کی خبر بھجوائی تھی۔ تو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کسی کی طرف سے کوئی پرانا مضمون ملتا ہے اور کسی کی طرف سے کچھ اور۔ گویا آج بھی پرانے الفضل کو لوگ تازہ اخبار سمجھ کر پڑھتے ہیں۔

یہ ہے اخبار الفضل سے پیار اور محبت جو دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں میں ایک سے بڑھ کر ایک میں نظر آتی ہے۔ یہ اخبار ہر احمدی کا اپنا پیارا اخبار ہے۔ دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں میں جو باتیں مشترک ہیں ان میں ایک جماعت احمدیہ کے ترجمان اخبار الفضل سے پیار اور محبت ہے جو اب نئی شان و شوکت کے ساتھ آن لائن لندن سے امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں بڑی کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اور قارئین اسے سوشل میڈیا کے ذریعے مواخات کے نظام کو جاری رکھے ہوئے آپس میں شیئر کرتے ہیں۔

کسی وقت میں یہ اخبار ایشیا میں اردو زبان میں شائع ہونے والے اخبارات میں سب سے پرانا چھپنے والا اخبار تھا جو بعض جبری پابندیوں کے علاوہ 100 سال سے زائد عرصہ سے جاری تھا۔ اور اب ایشیا براعظم کی حدود کو چیرتے ہوئے دنیا کے پانچ براعظموں میں بڑی آن بان اور شان و شوکت کے ساتھ روزانہ ہی اسلام اور احمدیت کا پیغام لے کر حاضر ہوتا ہے۔ جو روزانہ ہی تربیتی آیۂ کریمہ، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ، امام وقت کی آواز دربارِ خلافت سے جاری ارشادات کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطبات، خلاصہ جات خطبات و خطابات سے مرصع ہوتا ہے۔

مجھے ایک دوست نے بتایا کہ جب سے الفضل آن لائن جاری ہوا ہے میں نے اپنے بچوں سے کہہ چھوڑا ہے کہ سارا اخبار پڑھ لیں تو اچھا ہے۔ ورنہ قرآن، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور ارشاد خلیفۃ المسیح تو آپ پر لازم ہے بلکہ نگرانی بھی کرتا ہوں۔

آنحضور ﷺ کی سیرت و شمائل، خلفائے راشدین اور صحابہؓ رسول کی سیرت اور تاریخ اسلام کے علاوہ قرآن کریم کی تفسیر، سورتوں کا تعارف تبرکات از حضرت مرزا بشیر احمدؓ، حضرت میر محمد اسحاقؓ، تربیتی مضامین و مکالمات، چرند پرند اور نیچر کی عجب کہانیاں اور داستانوں کے علاوہ ہفتہ میں دو بار تربیتی مضامین پر ایڈیٹر کے قلم سے نکلے ہوئے رشحات بطور اداریہ سے یہ تاریخی اخبار مزیّن ہوتا ہے۔ نیز قارئین الفضل کی آراء اور دعاؤں کے اعلانات بھی اخبار کے حسن میں اضافہ کا موجب ہوتے ہیں۔ اور مرحومین کا تذکرہ بھی اخبار میں حسن پیدا کرتا رہتا ہے۔

امید ہے قارئین کرام اس سلسلہ میں اپنے اخوت کے نظام کو بڑھائیں گے اور اپنے ایسے عزیز اور دوست احباب اور اپنے رفقاء کو روزانہ اخبار بھجوا کر مواخات میں شامل کریں گے۔ یہاں تک کہ ہر احمدی کی طرف سے یہ آوازیں آرہی ہوں کہ ''یہ میرا پیارا مؤقر اخبار الفضل ہے''۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس پیارے اخبار کو دن دونی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے اور اس روحانی مائدہ اور روحانی نہر سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کرتا جائے ۔

امتیاز احمد راجیکی۔ امریکہ

ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن مسرور ٹیلی پورٹ۔ امریکہ

قسط دوئم آخر

۱۴/اکتوبر ۱۹۹۴ء کا تاریخی مبارک دن

مورخہ ۱۴/اکتوبر ۱۹۹۴ء کو وہ مبارک دن آن پہنچا جب امامِ وقت نے مسجد ''بیت الرحمٰن'' سلور سپرنگ میری لینڈ سے پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور مسجد کے افتتاح کے ساتھ تفصیل سے ''ارتھ اسٹیشن'' کی تنصیب کے مراحل کا ذکر فرمایا۔ اگلے روز پندرہ تاریخ کو حضورؒ نے کینیڈا کے امیر مکرم نسیم مہدی صاحب اور مکرم چوہدری منیر احمد صاحب کو حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہاں طلب کیا۔ اور اس بات کا اظہار فرمایا کہ ''ارتھ اسٹیشن'' کو چلانے کے لیے چوہدری منیر صاحب کو کینیڈا سے یہاں آجانا چاہیے مگر اس کا فیصلہ امیر صاحب کینیڈا کریں کہ اس ''ارتھ اسٹیشن'' کو کس طرح چلانا ہے۔

چوہدری منیر احمد صاحب کی مستقلاً پوسٹنگ ابھی تک آٹوا (کینیڈا) ہی میں تھی اور وہ اس سارے عرصے میں آتے جاتے رہتے تھے۔ حضورؒ کے دورے کے بعد وہ دوبارہ وہاں چلے گئے تو امیر صاحب کینیڈا نے حضور کے منشا کا ذکر کرتے ہوئے رائے پوچھی تو چوہدری صاحب نے یہی جواب دیا:

''جو حضورؒ کا ارشاد ہے اسی میں برکت ہے۔''

چنانچہ مکرم نسیم مہدی صاحب نے ''ارتھ اسٹیشن'' چلانے کے لیے چوہدری صاحب کی واشنگٹن میں پوسٹنگ کی سفارش کی۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا:

''آپ سفارش تو بعد میں کر رہے ہیں۔ مَیں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔''

یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے مستقلاً واشنگٹن ڈی سی آکر حضورؒ کی ہدایات کے مطابق ''ارتھ اسٹیشن'' کے انتظامات سنبھال لیے۔ ابتدا میں صرف تین گھنٹے کی نشریات شروع کی گئیں جو ایسٹ کوسٹ کے وقت کے مطابق رات آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک جاری رہتیں۔ لندن سے ٹرانسمیشن صبح فجر سے قبل ہوتی تھی جسے ریکارڈ کرلیا جاتا۔ اور پھر تین گھنٹے کے لیے مقررہ وقت پر رات آٹھ سے گیارہ بجے تک نشر کر دیا جاتا۔ ان دنوں میں یہ ساری سروس تغیّر پذیر (Analog) سسٹم میں تھی اور ہمارے پاس سیٹلائٹ پر کوئی مستقل مقررشدہ مستحکم (Fixed) چینل نہیں تھا۔ کیونکہ ہم چوبیس گھنٹوں کی کُل وقتی سروس پیش نہیں کر رہے تھے اس لیے جُزوقتی ٹرانسمیشن کے لیے کبھی ایک جگہ ''ٹرانسپانڈر'' ملتا اور کبھی دوسری جگہ۔ چنانچہ ایک ماہ کا گوشوارہ بنا کر جماعتوں کو بھیج دیا جاتا کہ مقررہ سیٹلائٹ پر کون سے دن ہماری ٹرانسمیشن کس فریکوئنسی پر ہوگی۔ اور احباب جماعت اس دشواری کے باوجود شوق سے ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتے۔

''یہ ایک ایسی روک ہے جو مزید بلندیوں کی طرف لے جائے گی۔''

ایک سال تک اسی طرح روزانہ تین گھنٹے کی ٹرانسمیشن جاری رہی کہ اچانک ۱۹۹۶ء میں بعض سیٹلائٹ لانچز ناکام ہوگئیں۔ چنانچہ ایک گھنٹہ ٹرانسمیشن کی قیمت تین سو ڈالر سے بڑھ کر ایک ہزار ڈالر ہوگئی۔ پہلے تین گھنٹے کے نو سو ڈالر ادا کیے جاتے تھے اب یہ رقم تین ہزار ڈالر یومیہ ہوگئی۔ حضرت امیر المؤمنینؒ نے فرمایا:

''یہ ایک ایسی روک ہے جو مزید بلندیوں کی طرف لے جائے گی۔''

مزید فرمایا کہ فی الحال روزانہ ٹرانسمیشن کی بجائے صرف ایک گھنٹہ خطبہ جمعہ کے لیے وقت لے لیا جائے۔ چنانچہ اس کے مطابق روزانہ کی بجائے ہفتہ وار حضور کے خطبہ کے لیے ایک گھنٹہ کی نشریات کا سلسلہ شروع ہوگیا جو احبابِ جماعت کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔ چند ہی دنوں بعد حضورؒ کا ارشاد موصول ہوا کہ اصبعی/عددی (ڈیجیٹل Digital) ٹرانسمیشن کی طرف توجہ کی جائے۔ اس سے ہمارے اخراجات کم ہوں گے۔ لیکن دقت یہ تھی کہ ''ڈیجیٹل'' سسٹم کے لیے ابھی مارکیٹ میں ریسیور موجود نہیں تھے۔ یہ سپیشل آرڈر پر بنوانے پڑتے اور دوسری دشواری یہ تھی کہ انہیں صرف احمدی احباب خریدتے اور وہی اس کا سگنل وصول کرتے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے فرمایا:

''کوئی بات نہیں، اگر آپ میرا احمدیوں سے سیٹلائٹ کے ذریعے براہِ راست رابطہ قائم کروادیتے ہیں تو جو احمدیوں کی تربیت ہوگی اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ احمدیت کے پھیلاؤ کے بہت سارے سامان پیدا فرمادے گا۔ اور یہ ٹیکنالوجی بھی آگے بڑھنے والی ہے۔ آہستہ آہستہ یہ ''ڈیجیٹل'' سسٹم عام ہو جائے گا۔''

بظاہر یہ بات بہت دور نظر آتی تھی لیکن حضورؒ کے ارشاد کے مطابق ''ڈیجیٹل'' ریسیور بنانے والی مختلف کمپنیوں سے گفت و شنید شروع ہوئی تو فرانس کی ایک کمپنی نے تیرہ سو ڈالر میں ایک ریسیور دینے کی پیشکش کی۔ حضورؒ کے ارشاد پر ان سے صرف پانچ ریسیور خرید لیے گئے اور اپنے سٹیشن کو ''ڈیجیٹل'' ٹرانسمیشن کے لیے تیار کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ''اینالاگ'' (Analog) پر حضورؒ کے ہفتہ وار خطبے کی نشریات جاری رہیں۔ اپنے اسٹیشن کو ''ڈیجیٹل'' ٹرانسمیشن میں تبدیل کرنے کے لیے جب دوبارہ ''اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز'' Applied Telecommunications)) سے رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے نہایت مناسب قیمت پر یہ کام کرنے کی حامی بھری جس کی حضورؒ نے بخوشی منظوری دے دی۔

یہاں ایک اور امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۹۴ء میں ''ارتھ سٹیشن'' کی تنصیب کے وقت کینیڈا کی نیشنل مجلسِ شوریٰ نے متفقہ طور پر سیّدنا حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اگرچہ یہ منصوبہ اب امریکہ میں زیرِ تکمیل ہے لیکن ہمیں اس سعادت میں اس طور پر شامل فرمایا جائے کہ اس کے لگانے کے سارے اخراجات جماعت احمدیہ کینیڈا اٹھائے۔ حضورؒ نے اس تجویز کو پسند فرما کر منظوری عطا کر دی تھی۔ اب جب اس کو ''ڈیجیٹل'' کرنے کا موقع آیا اور مزید تین لاکھ ڈالر کے اخراجات سامنے آئے تو اسے پورا کرنے کے لیے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ یہ مرکز دے گا، مگر ''ارتھ اسٹیشن'' کو چلانے کے لیے دونوں ملک امریکہ اور کینیڈا نصف نصف خرچ ادا کرتے رہیں؛ تاہم چونکہ یہ پراجیکٹ کینیڈا جماعت کی پیش قدمی کا ثمر ہے اس لیے اس کا انتظام انہیں کے پاس رہے گا۔ چوہدری منیر احمد صاحب کینیڈا کے مبلغ کے طور پر یہاں نقل مکانی کر کے ان انتظامات کی دیکھ بھال کریں گے۔

تین گھنٹے سے بڑھ کر چوبیس گھنٹے ہونے کا سفر

جس وقت نئے ''ڈیجیٹل'' نظام کے ساتھ ''ارتھ اسٹیشن'' کی تنصیب مکمل ہوگئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد موصول ہوا:

''اب ہمیں روزانہ تین گھنٹے کی ٹرانسمیشن پر اکتفا نہیں کرنا۔ ہمیں چوبیس گھنٹے کی سروس کے لیے تیار ہونا ہے۔''

سال ۱۹۹۶ کے پہلے چھ ماہ تک صرف حضورؒ کا خطبہ جمعہ نشر ہوتا رہا تھا۔ لیکن اس انقطاع کے باعث احبابِ جماعت کو جس محرومی کا سامنا کرنا پڑا اللہ تعالیٰ نے اس کا مداوا یوں فرمایا کہ ایک انعام اور سہولت کے طور پر تین گھنٹے کی بجائے چوبیس گھنٹے کی نشریات کے سامان پیدا فرمادیئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس ''ڈیجیٹل'' سسٹم میں ''ٹرانسپانڈر'' کم جگہ استعمال کرتا ہے اور اسی حساب سے خرچ بھی کم ہوتا ہے۔ پرانے نظام میں جتنی رقم تین گھنٹے کی ٹرانسمیشن کی ادا کی جاتی تھی، قریباً اتنے بلکہ اس سے بھی کم خرچ پر یہ نیا ''ڈیجیٹل'' سسٹم چوبیس گھنٹے کی نشریات کی سہولت بہم پہنچا رہا تھا۔ حضورؒ کی خواہش کے عین مطابق سیٹلائٹ ''ٹیلی سٹار ۴-'' پر چوبیس گھنٹوں کی سروس کے لیے ۴ میگا ہرٹز (4 MHz) کا ''ٹرانسپانڈر'' مل گیا۔ شروع میں اسی قدر جگہ کی استطاعت اور گنجائش تھی اور اسی قدر سیٹلائٹ پر جگہ دستیاب تھی۔

۱۹۹۶ء کے وسط میں ایم-ٹی-اے کی چوبیس گھنٹے کی نشریات جاری ہو چکی تھیں لیکن یہ سگنل اتنا مضبوط نہیں تھا اور لوگوں کے پاس ''ڈیجیٹل'' ریسیور بھی پہلی پود (lst Generation) کے تھے۔ اس لیے احبابِ جماعت کو ایک میٹر کے چھوٹے ڈش لگانے اور سگنل وصول کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا تھا۔ حضورؒ کے پاس جب اس صورتحال کا ذکر ہوا تو آپؒ نے فرمایا:

''کوئی بات نہیں، یہ ٹِیدِ نگ پرابلمز (Teething Problems) ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جو بچے کو دانت نکالتے وقت پیش آتے ہیں۔ اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس نظام کو بہت وسیع ہونا ہے۔ اچھے ریسیور بھی آجائیں گے اور ہمیں بہتر نرخوں (Rates) پر زیادہ جگہ بھی مل جائے گی۔''

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم-ٹی-اے اب ایک قابلِ اعتماد اور مستحکم ٹی وی چینل کے طور پر پہچانا جانے لگا تھا۔ اور اگرچہ محدود پیمانے پر مگر جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنے میں پیش پیش تھا۔ چنانچہ بڑی بڑی سیٹلائٹ کمپنیوں کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ اسی دوران میں ایک سیٹلائٹ کمپنی نے رابطہ قائم کیا اور چوبیس گھنٹے سروس کی طاقتور سگنل کے ساتھ پیشکش کی مگر یہ پیشکش ہماری موجودہ استطاعت سے بہت اونچی تھی۔ جب حضورؒ کو اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ وقت نہیں آیا، ابھی اسی طرح گزارہ کریں۔

موجودہ ''ڈیجیٹل'' سروس شروع کرتے ہی فرانس سے تیرہ سو ڈالر فی کس کے حساب سے پانچ ریسیور خرید لیے گئے تھے۔ ان میں سے دو لندن بھجوا دیئے گئے، دو مسجد ''بیت الرحمٰن'' سے ملحقہ ''ٹیلی پورٹ'' پر اور ایک ٹورانٹو میں نصب کر دیا گیا۔ ابتدا میں ''ڈیجیٹل'' ٹرانسمیشن اتنی ہی تھی۔ لوگ اسے ریسیو نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت صاحبؒ کے ارشاد پر کوششیں جاری تھیں۔ چنانچہ کینیڈا کی ایک کمپنی ٹیکام کینیڈا (Tecom Canada) نے شپنگ اخراجات سمیت ایک ہزار کینیڈین ڈالر جو تقریباً سات آٹھ سو امریکی ڈالر کے برابر تھے کے حساب سے پیشکش کی۔ چنانچہ دو سو ڈش سسٹمز امریکہ اور دو سو ڈش سسٹمز کینیڈا کے لیے ابتدائی طور پر آرڈر کر دیئے گئے۔ یوں حضورؒ کے ارشاد کے مطابق آہستہ آہستہ یہ سپلائی کم قیمت پر احبابِ جماعت کو پہنچنے لگی۔

ٹیکنالوجی میں اوّلیت و فضیلت

''مسلم ٹیلیویژن احمدیہ'' (MTA) کی ان ''ڈیجیٹل'' ٹرانسمیشن کی جو شروعات ۱۹۹۶ء میں ہوئی تھیں۔ ان سے استفادہ کرنے میں لوگوں کو ابتداً کافی دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ بڑی خوشدلی اور

جذبے کے ساتھ امامِ وقت کی آواز سننے اور تصویر دیکھنے کے شوق میں کشاں کشاں ریسیور خریدتے اور اپنے گھروں میں ’’کے یو بینڈ‘‘ (’’Ku Band‘‘) کی تین فٹ انٹینا ڈش لگاتے۔ دوسری طرف ہر ہفتے کمپنی سے نیا سافٹ ویئر (Software) لے کر اپنے ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ سے سیٹلائٹ پر لوڈ کر دیا جاتا۔ اور لوگوں کے گھروں میں موجود ریسیورز کو اس سے ہم آہنگ(Update) رکھا جاتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ تحقیق ونشوونما (Research & Development) میں شامل ہو کر اس کمپنی (Tecom Canada) کو باقاعدہ رپورٹ کے ساتھ مدد کی جاتی کہ نئے ’’سافٹ ویئر‘‘ سے اس کی کارکردگی پر کیا اثر پڑا ہے، اور اس میں بہتری کی اور کون سی صورت نکالی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ یہ سروس بڑی مستحکم ہوتی گئی۔ اور ریسیور بھی معیاری ہو گئے۔حقیقتاً یورپ سے برِّ اعظم امریکہ آنے والی ایم-ٹی-اے (MTA) کی ’’ڈیجیٹل‘‘سروس اپنی نوعیت کی دنیا میں پہلی سروس تھی۔ اس سے قبل کسی چینل نے براہِ راست گھروں تک رسائی والی (DTH:Direct to Home) سروس شروع نہیں کی تھی۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ٹیکنالوجی کے اس میدان میں اولیت کا اعزاز پانے والے یہی اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے تھے۔موجودہ زمانے میں امریکہ کی Dish Network,EchoStar, Direct TV، ڈِش نیٹ ورک، ایکوسٹار اور ڈائریکٹ ٹی وی جیسی بڑی بڑی کمپنیاں ہمارے بہت بعد اس ’’ڈیجیٹل‘‘ میدان میں آئیں۔

جب ایم-ٹی-اے (MTA) کی یہ سروس چل پڑی اور بڑی تعداد میں لوگوں کے گھروں میں ریسیور پہنچ گئے تو ایسا وقت بھی آتا کہ لوگوں کو دینے کے لیے ایک بھی ریسیور موجود نہ ہوتا۔ نئی کھیپ کا انتظار کرنا پڑتا۔ واشنگٹن ٹیلی پورٹ پر صرف دو ریسیور تھے۔ ایک بار یوں ہوا کہ ان میں سے بھی ایک خراب ہو گیا اور صرف ایک ہی سے نشریات کی جانچ پڑتال اور نگرانی کی جا رہی تھی۔ نئی رسد کا انتظار تھا۔ ایک رات ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ پر ڈیوٹی کے لیے انڈین ریلوے کے ریٹائرڈ ایک بزرگ مکرم عبدالحمید احمد صاحب مرحوم (سابق صدر خدام الاحمدیہ امریکہ مکرم عبدالشکور احمد صاحب اور موجودہ نائب صدر انصار اللہ مکرم عبدالہادی احمد صاحب کے والدمحترم) ڈیوٹی پر تھے۔ رات گئے ایک احمدی دوست ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ پر چلے آئے اور کہنے لگے کہ ان کا ریسیور خراب ہو گیا ہے۔ کوئی فالتو ریسیور عاریتاً انہیں دے دیا جائے۔ مکرم عبدالحمید صاحب نے کہا:

’’ہمارے پاس یہی ایک ریسیور ہے۔ اگر مَیں یہ آپ کو دے دوں تو اپنی ٹرانسمیشن کو کس طرح مانیٹر کروں گا۔‘‘

اس پر وہ دوست، مکرم خلیل لطیف صاحب، جو ریسیور لینے آئے تھے کہنے لگے:

’’اور اگر آپ کا یہ اکلوتا ریسیور بھی خراب ہو گیا تو پھر کیا کریں گے؟‘‘

’’مَیں نے یہ مصلّا (جائے نماز) کس لیے رکھا ہے؟‘‘

مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم بڑے دعاگو اور متوکل انسان تھے (اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے)، بے ساختہ بول اٹھے:

’’خلیل صاحب! یہ مصلّا (جائے نماز) مَیں نے کس لیے رکھا ہوا ہے؟ یہ ریسیور نہیں خراب ہو سکتا۔‘‘

تو یہ جذبہ جو لوگوں کے گھروں میں تھا وہی ’’ارتھ سٹیشن‘‘ کے سٹاف میں تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مسیحؑ کا پیغام ہے جسے ہر حال میں جاری رہنا ہی رہنا ہے۔

’’ارتھ سٹیشن‘‘ کی تنصیب کے وقت اس کمپنی نے بڑے پُرزور طریق پر درخواست کی تھی کہ یہ بہت ٹیکنیکل کام ہے، اسے مؤثر رنگ میں جاری رکھنے کے لیے ہمہ وقت دو تین انجنیئرز کی ضرورت پیش آئے گی۔حضور انورؒ کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی اور اس کے اخراجات کا تخمینہ پیش کیا گیا تو آپؒ نے چوہدری منیر صاحب سے فرمایا:

’’انجنیئر بھی تو انسان ہی ہوتے ہیں۔ آپ خود یہ کام سیکھیں۔ اور اپنے ساتھ پاکستان، انڈیا یا دوسرے ممالک سے آئے ہوئے ریٹائرڈ سینیئر سٹیزن کو رکھیں اور کام لیں۔ اور کام کو زیادہ سے زیادہ خود کار (Automated) کریں۔‘‘

چنانچہ آقاؒ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے جماعت کے لاکھوں قیمتی ڈالرز کی بچت ہوئی۔ مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم اور مکرم منصور پال صاحب مرحوم ’’ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن‘‘ کے پہلے باقاعدہ کارکن تھے جنہیں جماعتی قواعد کے مطابق مشاہرہ دیا جاتا، اور وہ رضاکارانہ جذبے سے خدمت بجا لاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سامان ہر جگہ پیدا ہوتے رہے۔جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، شروع شروع میں جب ٹیلی سٹار-4 سیٹلائٹ کے ساتھ ٹرانسمیشن شروع کی گئی تو بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ریسیور بھی اعلیٰ کوالٹی کے نہیں تھے اور سافٹ ویئر (Software) کو بھی بار بار ’’اپ گریڈ‘‘ کرنا پڑتا۔ تاہم مسلسل کوششوں کے نتیجے میں یہ مسائل بہت حد تک حل ہو چکے تھے اور اس سسٹم میں ایک توازن اور استحکام کی صورت دکھائی دینے لگی تھی کہ اچانک ایک دن ایک شمسی طوفان کے نتیجے وہ سیٹلائٹ (Telestar-4) تباہ ہو گئی اور ہماری ٹرانسمیشن بری طرح متاثر ہوئی۔ فوری طور پر حضورؒ کو فیکس کے ذریعے اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ گھبرانا نہیں، کوئی اور سیٹلائٹ دیکھ لیں۔ اسی اثنا میں جب نئی معلومات کے لیے ریسرچ کر رہے تھے تو ایک پرانے جاننے والے انڈسٹری کے دوست نے فون پر چوہدری منیر احمد صاحب کو بتایا:

’’GE-2 جی ای 2 سیٹلائٹ پر آپ کو جگہ مل سکتی ہے۔ اس وقت بہت سے لوگ جو ’’ٹیلی سٹار-4‘‘ سے متاثر ہوئے ہیں جگہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو یہ انتظام کیا جا سکتا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا فضل حادثات باعثِ رحمت آقا کی خداداد فراست

اس موقع پر فوری طور پر جگہ محفوظ کرا لی گئی اور جو قیمت چار میگاہرٹز کی ادا کی جا رہی تھی اسی میں 10.4 میگاہرٹز کا چینل کل وقتی سروس کے لیے میسر آ گیا۔ جب سیّدنا حضرت اقدسؒ کو اطلاع دی گئی کہ اسی قیمت پر ہمیں زیادہ جگہ طاقتور سگنل کے ساتھ مل رہی ہے تو آپؒ نے فرمایا:

’’فوراً لے لیں۔ ٹیلی سٹا-4 سیٹلائٹ کی تباہی میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے برکت رکھی ہے۔‘‘

چنانچہ ریڈیائی لہروں کی زیادہ وسیع حدبندی (Bandwidth) کے ساتھ تقریباً تین گنا (کیونکہ ہر تین ڈی بی (dB: decibels) سگنل بڑھنے سے طاقت دگنی ہو جاتی ہے) زیادہ طاقتور سگنل کا معاہدہ ہو گیا۔ فرق صرف یہ تھا کہ پہلے ہم سال بہ سال معاہدہ کرتے تھے، اب پانچ سال کا معاہدہ کرنا پڑا جس کی حضرت صاحبؒ نے بخوشی منظوری دے دی۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مختلف مواقع پر واشنگٹن ڈی سی تشریف لاتے رہے اور ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ کے لیے ہدایات عطا فرماتے رہے۔ اور احبابِ جماعت کی ضروریات کے مطابق انہیں ارزاں نرخوں پر ریسیور مہیا کرنے کا سلسلہ کامیابی سے جاری تھا کہ ایک روز پتا چلا کہ کینیڈا کی جو کمپنی (Tecom Canada) ہمیں ریسیور مہیا کرتی تھی اس نے دیوالیہ پن (Bankruptcy) کا اعلان کر دیا ہے۔ اب بڑی پریشانی کا سامنا تھا کہ یہی ایک کمپنی تھی جو ہمارے لیے سامان تیار کرتی تھی۔ فوری طور پر کوئی اور بندوبست ممکن نہیں تھا۔ یہاں بھی آقاؒ کی خداداد فراست اور الٰہی تصرف سے ملنے والی رہنمائی ہمارے کام آئی۔ آپؒ نے فرمایا: ’’اگر کمپنی بنک رپٹ ہو گئی ہے تو کسی بنک کے پاس ہی جائے گی۔ ٹورنٹو جا کر معلوم کریں کہ اسے کس بنک نے اٹھایا ہے اور اس سے گفت و شنید کر کے سودا طے کر لیں۔‘‘

چنانچہ چوہدری منیر صاحب فوری طور پر ٹورنٹو پہنچے اور معلوم کیا کہ قرضہ نہ ادا کرنے کی وجہ سے کورٹ نے کمپنی کے اثاثوں کو اس کی قرض دہندہ (Lender) کمپنی ’’E&Y:Earnest and Young‘‘ کی تحویل میں دے دیا ہے۔’’E&Y‘‘ سے بات چیت کی گئی تو وہ سٹاک میں موجود دو ہزار ریسیور سات سو کی بجائے دو سو ڈالر فی عدد پر دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ نصف کی کھپت کینیڈا میں ہو گئی اور نصف کی امریکہ میں۔ اس طرح لوگوں نے کثرت سے وہ ریسیور گھروں میں لگائے اور اس سودے سے فائدہ اٹھایا۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ Tecom Canada کے بنک کرپٹ ہونے پر جماعت کو سترّ ہزار امریکی ڈالر نقصان کی مدّ میں وارنٹی کے طور پر ملے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل بھی خلیفۃ المسیح کی پُربصیرت رہنمائی کا نتیجہ ہے۔ یوں گویا اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے (MTA) کے نفوذ اور پھیلاؤ کا ایک اور دروازہ کھول دیا جس کا عام حالات میں اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ مارکیٹ میں عام ریسیور آنے شروع ہو گئے جو ایم-ٹی-اے (MTA) کا سگنل بھی وصول کرتے تھے۔ چنانچہ یہی فیصلہ کیا گیا کہ اب جماعت ریسیور خرید کر احباب کو مہیا نہ کرے بلکہ وہ براہِ راست مقامی طور پر خرید کر ڈش لگا لیں۔

سیّدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت آموز رہنمائی

2003ء میں سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے ایم-ٹی-اے (MTA) کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے ایک مختصر مگر جامع رپورٹ حضور انور کی خدمتِ اقدس میں بھجوائی اور بعض زیرِ تکمیل منصوبوں کی توثیق چاہی تو سیّدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے فرمایا:

’’حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جو فیصلہ جات ہیں ان پر اس طرح عمل جاری رکھیں اور مجھے ساتھ ساتھ پراگرس رپورٹ دیتے رہیں۔‘‘

زمامِ خلافت سنبھالنے کے بعد جب حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ پہلی بار امریکہ تشریف لائے تو آپ نے ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ کا بھی معائنہ فرمایا۔ یہ اسی پرانی عمارت میں چل رہا تھا۔ ساری تنصیبات باہر چھوٹے چھوٹے شیڈز میں بٹی ہوئی تھیں۔ تمام آلات اور مشینری ایک ٹریلر میں دھرے پڑے تھے۔ کنٹرول

روم کے طور پر استعمال کیا جانے والا مکان ایک سو سال پرانا تھا۔ اس میں مرورِ زمانہ کے باعث تدریجی ابتری اور بگاڑ کے آثار نمایاں تھے۔ اکثر بارش اور طوفان میں عمارت کی دوسری کمزوریاں بھی اجاگر ہونے لگتیں۔حضورِ انور نے ساری صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد فرمایا کہ اس کو ٹھیک کریں، عمارت کو وسیع کریں اور پرانے حصوں کو بدل دیں۔ جب حضور کو یہ بتایا گیا کہ اس کے اندر مشینری ہے اس لحاظ سے ساری عمارت کو یکلخت گرانا بہت مشکل ہے۔ اس پر آہستہ آہستہ کام ہوسکتا ہے تو آپ نے فرمایا: ’’اس کی مرمت اور تعمیرِ نو کا منصوبہ بنا کر بھجوائیں اور عمارت کو اس طرح ٹھیک کریں کہ ایم-ٹی-اے (MTA) کی ٹرانسمیشن کو کوئی خطرہ نہ رہے۔‘‘

2010ء میں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے پیش کردہ منصوبے کی منظوری دے دی۔ لندن میں چوہدری منیر احمد صاحب نے آپ کو نقشہ جات پیش کیے تو حضور نے فرمایا کہ وہاں امریکہ میں ملک شفیق صاحب آرکیٹیکٹ ہیں۔ ان سے بھی مشورہ لے لیں۔ بعدہٗ ملک صاحب مرحوم ومغفور نے اسے تفصیلاً چیک کیا اور بعض مختلف تجاویز کے ساتھ نیا نقشہ بنادیا جس کی منظوری حضور نے عنایت فرمائی اور کام شروع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ لیکن بوجوہ تعمیرِ نو کا کام فوری طور پر شروع نہ ہوسکا جس میں بعض ٹیکنیکل امور اور زوننگ کے مسائل درپیش تھے۔

2013ء میں لاس اینجلیز کے دورے کے دوران میں حضور نے چوہدری منیر صاحب سے پوچھا کہ ابھی تک تعمیر کا کام کیوں نہیں شروع ہوا۔ اگر پیسوں کا مسئلہ ہے تو ابھی مبارک ظفر صاحب سے اس کا بندوبست کرنے کو کہیں۔عرض کیا گیا کہ زوننگ کے مسائل تعمیرِ نو میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اور ایم-ٹی-اے (MTA) کی ٹرانسمیشن جاری رہنے کی وجہ سے ساری عمارت کو یکبارگی گرا کر بنانا بھی ممکن نہیں۔حضور نے فرمایا:

’’جو بھی کرنا ہے اس کو کریں اور تعمیر جلد شروع کریں۔‘‘ واپس لندن پہنچ کر بھی حضورِ انور کا اسی مضمون کا خط آیا کہ منظوری دی جاچکی ہے، تعمیرِ نو کی رپورٹ جلد بھجوائیں۔ خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ زوننگ کی جو لاینحل مشکلات اور کاؤنٹی کی طرف سے پس وپیش کی صورت جاری تھی وہ اچانک دور ہوگئی اور بظاہر ناممکن نظر آنے والا کام ممکن بن گیا۔ یوں بلڈنگ پرمٹ کے حصول میں جو دشواریاں درپیش تھیں ان کا سدِّباب ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ چنانچہ ایک منصوبے کے تحت آہستہ آہستہ ایک طرف سے عمارت کو گرانے کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ اسے مکمل کرنے کے بعد دوسرے حصے کی طرف توجہ دی جاتی۔ اس دوران میں پروگراموں کی نشریات بغیر کسی تعطّل اور رکاوٹ کے جاری رہیں۔تعمیرِ نو کا یہ منصوبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے منظم طریق پر جاری ہوگیا۔ پرانی عمارت کی جگہ نئی بنیادیں، نیا ڈھانچہ (Structure)، نیا فریم، نئی چھتوں اور نئے کمروں کے اضافوں کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی دعاؤں کی قبولیت اور توجہ کے طفیل یہ عمارت پچانوے فیصد تک نئی بن چکی ہے۔ جو پانچ فیصد رہ گئی تھی اسے بھی مضبوط اور مستحکم کرکے محفوظ کرلیا گیا ہے۔

خلافتِ خامسہ کے دور میں ایک اور پیشرفت یہ ہوئی کہ ساؤتھ امریکہ میں ایم ٹی اے (MTA) کی سروس ’’ہسپاسیٹ سیٹلائٹ (HispaSat Satellite) پر آرہی تھی۔جس کی پہنچ اور رسائی (کوریج۔Coverage) سارے سنٹرل اور ساؤتھ امریکہ کے لیے ناکافی تھی۔ ان ملکوں کی درخواست پر مختلف تجاویز کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بالآخر حضور کی منظوری سے ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ میں ایک اور ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) ڈش کا اضافہ کیا گیا جو (سَیٹ میکس ٦) SATMAX-6 کے ذریعے ایم-ٹی-اے (MTA) کی سروس کو ساؤتھ امریکہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو

گئی۔ اس کے لیے سن 2010ء میں 4.8 میٹر کی اس ڈش کی تنصیب کا سارا کام ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ کے سٹاف اور رضا کاروں نے سرانجام دیا۔ ایک لاکھ ستاسی ہزار ڈالر میں مکمل ہو کر اس نے اپنا کام شروع کردیا۔ اگر یہی کام باہر سے کروایا جاتا تو کم وبیش چار لاکھ ڈالر کا خرچ متوقع تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کم لاگت سے سرانجام پاگیا۔عمارت کی تعمیرِ نو کا کام ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ ایم ٹی اے (MTA) کی سروس چوبیس گھنٹے جاری تھی اس لیے یہ کام نسبتاً آہستہ کرنا پڑا تاکہ بحفاظت تعمیرِ نو کا کام مکمل ہوسکے۔

2017ء میں تعمیر کا کام مکمل ہوگیا اور 16/اکتوبر 2018ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔قبل ازیں ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ کو صرف ’’ٹیلی پورٹ‘‘ (Teleport) کہا جاتا تھا اور عرفِ عام میں یہ عمارت ’’ایم ٹی اے ٹیلی پورٹ‘‘ (MTA Teleport) یا ’’ایم ٹی اے انٹرنیشنل‘‘ (MTA International) کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس تعمیرِ نو کے بعد ’’ایم ٹی اے انٹرنیشنل‘‘ (MTA International) بورڈ کی سفارش پر اس نئی عمارت اور فیسلیٹی کا نام جماعت کے ذیلی ادارے (Auxiliary) ’’ایم ٹی اے انٹرنیشنل‘‘ (MTA International) کے تحت سٹیٹ آف میری لینڈ (State of Maryland) میں ’’مسرور ٹیلی پورٹ‘‘ (Masroor Teleport) کے طور پر رجسٹر کروایا گیا۔

عہدِ خلافتِ خامسہ کا ایک اور سنگِ میل

خلافتِ خامسہ کے دور کا ایک اور سنگِ میل یہ بھی ہے کہ 2013ء میں حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ارشاد پر لندن اور مسرور ٹیلی پورٹ (Masroor Teleport) کو بصری ریشہ کی کڑی (Fiber Optic Link) سے جوڑ دیا گیا۔ جو لندن کے ’’ماسٹر کنٹرول روم‘‘ (MCR) سے براہِ راست ’’مسرور ٹیلی پورٹ‘‘ کے ساتھ منسلک ہے جس کے ذریعے ایم-ٹی-اے (MTA) کی سروس جاری ہے۔ اس متبادل (Backup) سروس کا مقصد یہ تھا کہ اگر سیٹلائٹ لنک میں کوئی دشواری یا انقطاع ہو تو اس کا اثر شمالی اور جنوبی امریکہ کی سروس پر نہ ہو۔ بعدہٗ ’’مسرور ٹیلی پورٹ‘‘ کو اعلیٰ درجے (Upgrade) میں لانے کے لیے یہ امر بھی ایک اور سنگِ میل ثابت ہوا کہ حضورِ انور نے اصبعی دباؤ کے نظام (ڈیجیٹل کمپریشن سسٹم (Digital Compression System)) کے خارج المیعاد اور متروک (Out of Date) ہونے کے باعث تبدیل کرنے کی منظوری دی۔ اسی طرح لندن ٹرانسمیشن سے ملحقہ تنصیبات کو بھی ’’اپ گریڈ‘‘ کرنے کی منظوری عنایت فرمائی۔ اس وقت تک ہماری سروس

‘SD MPEG-2’ کے ڈیجیٹل فارمیٹ میں ہو رہی تھی جو معیارِ اوسط (Standard Definition) کی تکنیک تھی۔ نئے ’’اپ گریڈ‘‘ کے لیے مختلف کمپنیوں سے نرخ (Quotation) طلب کیے گئے اور اسے ’HD MPEG-4‘ میں تبدیل کرکے نئے آلات اور مشینری لگا کر DVBS-2 سسٹم کے اعلیٰ معیار کی تکنیک (High Definition) میں تبدیل کردیا گیا۔ یہی آلات اور نظام لندن کے ماسٹر کنٹرول روم (MCR) میں بھی لگادیا گیا ہے۔ اس طرح 2017ء کے آخر سے ایم-ٹی-اے (MTA) کی تمام نشریات اعلیٰ معیار کی تکنیک (High Definition) میں ہو رہی ہیں۔

خلافتِ خامسہ کے عہدِ مبارک میں ایک اور اہم پیش رفت یہ ہوئی کہ ایم-ٹی-اے (MTA) کو شمالی امریکہ کی سب سے ہردلعزیز اور مقبولِ عام سیٹلائٹ ’’Galaxy-19‘‘ پر جگہ مل گئی۔ G-19 شمالی امریکہ میں ناظرین کے لیے بلا معاوضہ پروگراموں (Free to Air) کی سیٹلائٹ ہے۔ اس پر سینکڑوں ٹی وی چینلز ہیں جنہیں کثرت سے عربی، فارسی، ہسپانوی، اردو، ہندی اور دیگر زبانوں کے لوگ دیکھتے ہیں۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جب ابتدا میں ’’ارتھ اسٹیشن‘‘ کی تنصیب ہوئی تو ہمارے پاس بجلی (Electricity) کی فراہمی کے لیے کوئی متبادل (Backup) جنریٹر اور UPS (uninterruptible power supply or uninterruptible power source(UPS): emergency power) یوپی ایس یعنی مقامی متبادل بجلی کا انتظام موجود نہیں تھا۔ اور جب کبھی بجلی چلی جاتی تو ایم-ٹی-اے (MTA) کی سروس مختصر دورانیے کے لیے بند ہوجاتی۔ اس دقت کو دور کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ’’ارتھ سٹیشن‘‘ پر ایک بڑے سائز کے مستعمل جنریٹر اور 50 KVA کا UPS لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کیونکہ نیا جنریٹر بہت مہنگا تھا۔ یہ جنریٹر قریباً بیس سال پرانا تھا اور بہت زیادہ استعمال سے اس کے بھی خراب ہونے کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ بڑے طوفان آئیں اور کئی کئی دن بجلی غائب ہوجائے تو اس کے سدِّباب کی بھی تیاری ضروری ہے۔ چنانچہ اسی طرح کا ایک اور بڑا مستعمل جنریٹر خرید لیا گیا تھا۔ گویا اب یہ دونوں چالیس چالیس سال پرانے تھے۔سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2017ء میں ان کی جگہ دو نئے جنریٹر خریدنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اسی طرح UPS بھی اپنی عمر پوری کرچکا تھا۔ اس کی جگہ مٹسوبشی کا 30KVA کا بالکل نیا UPS تبدیل کردیا گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امکانی خطرات کی روک تھام کے لیے ممکنہ تدابیر بھی اختیار کرلی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیّدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی خاص شفقت کے پیشِ نظر اس وقت

ہم یہاں سے ایم ٹی اے (MTA) کے تین وڈیو چینل -MTA3 AMERICA, MTA8 3+ALARABIA, MTA8 AMERICA کو Galaxy19 سیٹلائٹ پر نشر کر رہے ہیں۔سارے شمالی امریکہ کو سسٹم کے اعلیٰ معیار کی تکنیک(High Definition)پر یہ سروس مہیا کی جارہی ہے۔اسی طرح حضورِانور کے پروگراموں کے دوران میں مختلف زبانوں کے تراجم کے لیے سات الگ الگ چینل بھی پروگرام ٹرانسمٹ کر رہے ہیں۔یوں دیکھنے والوں کو ایم ٹی اے (MTA) کے کل دس چینل نظر آتے ہیں جو اپنی اپنی زبان میں دستیاب ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) کے ''ارتھ اسٹیشن'' کی تنصیب امریکہ میں ہونے کے باوجود اس کا انتظام و انصرام ابتدا ہی سے جماعت احمدیہ کینیڈا کی ذمہ داری رہا تھا۔ اگرچہ اس کے اخراجات نصف امریکہ

اور نصف کینیڈا کی طرف سے ادا ہوتے تھے، تاہم عملی طور پر شروع ہی سے یہ سارا نظام تکنیکی لحاظ سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل لندن کے زیرِ اہتمام چل رہا ہے۔ بعد ازاں جولائی 2010ء کو اسے باقاعدہ طور پر جماعت کینیڈا سے علیحدہ کر کے مکمل طور پر لندن کے سپرد کر دیا گیا اور چوہدری منیر احمد صاحب بھی کینیڈا کی بجائے براہِ راست مرکز سے منسلک ہو گئے۔حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کو جون 2013 میں ڈائریکٹر ''مسرور ٹیلی پورٹ نارتھ اینڈ ساؤتھ امریکہ'' اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا ممبر مقرر فرمایا۔ یوں نارتھ امریکہ میں ربع صدی قبل امام جماعت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خداداد بصیرت اور بالغ نظر ہدایات کی روشنی میں جس ٹیلیویژن چینل کی عاجزانہ سی تخم ریزی ہوئی تھی وہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیائے نشر و ابلاغ میں ایک عظیم الشان قابلِ تقلید اور رجحان ساز و وضع طراز (Trendsetter)ادارے کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ و ما توفیقنا الّا باللہ۔

(بشکریہ النور امریکہ صد سالہ اظہار تشکر نمبر)

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

اس دعویٰ میں کوئی حقیقت ہے تو ہمیں نشان دکھایا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! مَیں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تُو مجھے رحمت کا نشان دکھا۔تُو مجھے قدرت اور قربت کا نشان عطا فرما۔ پس یہ نشان تو ایسے قریب ترین عرصہ میں ظاہر ہونا چاہیے تھا جبکہ وہ لوگ زندہ موجود ہوتے جنہوں نے یہ نشان طلب کیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ 1889ء میں ''جب میری پیدائش eighteen eighty nine میں'' اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے ماتحت ہوئی تو وہ لوگ زندہ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ نشان مانگا تھا۔ پھر جوں جوں مَیں بڑھا اللہ تعالیٰ کے نشانات زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوتے چلے گئے۔''

(مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد 17 ص223۔ 222)

پس یہ نشان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اور ان لوگوں کی زندگی میں جو اسلام پر اعتراضات کرتے تھے ظاہر ہونا ضروری تھا جنہوں نے یہ نشان مانگا تھا اور یہ ظاہر ہوا۔ یہ بھی بڑی اہم بات ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ اس پیشگوئی کی اغراض کیا تھیں اور کیوں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ان اغراض کا حصول ضروری تھا۔ کچھ تو ابھی مَیں نے مختصر بیان کیا اور کیوں آپؑ کے یہ بیٹے جو آپؑ کی جسمانی اور خونی اولاد اور آپؑ کا وہ بیٹا ہے جس کے جسمانی باپ آپؑ تھے اس کے حق میں یہ نشان پورا ہونا ضروری تھا۔ بہرحال ان اغراض کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ آپؓ فرماتے ہیں کہ

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے 20/فروری 1886ء کے اشتہار میں ذکر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ پیشگوئی جو دنیا کے سامنے کی گئی اس کی کئی اغراض ہیں۔ اول یہ پیشگوئی اس لیے کی گئی ہے کہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت سے نجات پائیں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آئیں ''یعنی روحانی طور پر مردہ ہو چکے ہیں زندہ ہوں۔'' اگر یہ سمجھا جائے کہ اس پیشگوئی نے چارسو سال کے بعد پورا ہونا ہے۔'' آپؓ مزید وضاحت فرما رہے ہیں۔ ''تو اس کے معنے یہ بنیں گے کہ مَیں نے یہ پیشگوئی اس لیے کی ہے کہ جو آج زندگی کے خواہاں ہیں وہ بیشک مرے رہیں چارسو سال کے بعد ان کو زندہ کر دیا جائے گا۔ یہ فقرہ بالبداہت باطل اور غلط ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں یہ چلہ اس لیے کیا گیا ہے تا کہ وہ لوگ جو دین اسلام سے منکر ہیں ان کے سامنے خدا تعالیٰ کا ایک زندہ نشان ظاہر ہو اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت کا انکار کر رہے ہیں ان کو ایک تازہ اور زبردست ثبوت اس بات کا مل جائے کہ اب بھی خدا تعالیٰ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں اپنے نشانات ظاہر کرتا ہے۔ وہ الہامی الفاظ جو اس پیشگوئی کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہیں یہ ہیں کہ 'خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں'۔ اب اگر ان لوگوں کے نظریہ کو صحیح سمجھ لیا جائے جو یہ کہتے ہیں کہ مصلح موعود تین چارسو سال کے بعد آئے گا تو اس فقرہ کی تشریح یوں ہوتی ہے کہ یہ پیشگوئی اس لیے کی گئی ہے تا کہ وہ لوگ جو آج زندگی کے خواہاں ہیں مرے رہیں۔ چارسو سال کے بعد ان کی نسلوں میں سے بعض لوگوں کو زندہ کر دیا جائے گا۔ مگر کیا اس فقرہ کو کوئی شخص بھی صحیح تسلیم کر سکتا ہے؟

دوسرے یہ پیشگوئی اس لیے کی گئی تھی تا دین اسلام کا شرف ظاہر ہو اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر عیاں ہو۔ اس فقرہ کے صاف طور پر یہ معنی ہیں کہ دین اسلام کا شرف اس وقت لوگوں پر ظاہر نہیں۔ اسی طرح کلام اللہ کا مرتبہ اس وقت لوگوں پر ظاہر نہیں۔ مگر کہا یہ جاتا ہے کہ خدا نے یہ پیشگوئی اس لیے کی ہے تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ آج سے تین سو سال کے بعد یا چارسو سال کے بعد جب یہ لوگ بھی مر جائیں گے، ان کی اولادیں بھی مر جائیں گی اور ان کی اولادیں بھی مر جائیں گی لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ جب نہ پنڈت لیکھرام ہو گا نہ منشی اندر من مراد آبادی ہو گا نہ ان کی اولادیں ہوں گی اور نہ ان کی اولادوں کی اولادیں ہوں گی اس وقت دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کیا جائے گا۔ بتاؤ کہ کیا کوئی بھی شخص ان معنوں کو درست سمجھ سکتا ہے؟'' ان میں کوئی عقل ہے؟

تیسرے آپؑ نے فرمایا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''یہ پیشگوئی اس لیے کی گئی ہے تا کہ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اس کے معنی بھی ظاہر ہیں کہ حق اس وقت کمزور ہے اور باطل غلبہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایسا نشان ظاہر ہو کہ عقلی اور علمی طور پر دشمنانِ اسلام پر حجت تمام ہو جائے اور وہ لوگ اس بات کو ماننے پر مجبور ہو جائیں کہ اسلام حق ہے اور اس کے مقابل میں جس قدر مذہب کھڑے ہیں وہ باطل ہیں۔ چوتھی غرض اس پیشگوئی کی یہ بیان کی گئی تھی کہ تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں اور جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اب یہ غور کرنے والی بات ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو اس صورت میں کس طرح قادر سمجھ سکتے تھے۔ اگر یہ کہہ دیا جاتا کہ تین سو سال کے بعد یا چارسو سال کے بعد ایک ایسا نشان ظاہر ہو گا جس سے تم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے کہ اسلام کا خدا قادر ہے۔ ایسی پیشگوئی کو لیکھرام کیا اہمیت دے سکتا تھا یا وہ لوگ جو اس وقت دین اسلام پر اعتراضات کر رہے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات کو باطل قرار دے رہے تھے، اسلام کو ایک مردہ مذہب قرار دے رہے تھے ان پر کیا حجت ہو سکتی تھی کہ تم چارسو سال کے بعد خدا تعالیٰ کو قادر سمجھنے لگ جاؤ گے چارسو سال کے بعد پوری ہونے والی پیشگوئی سے وہ لوگ خدا تعالیٰ کو کس طرح قادر سمجھ سکتے تھے۔ وہ تو یہی کہتے کہ ہم ان زبانی دعوؤں کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ چارسو سال کے بعد ایسا ہو جائے گا۔ یہ تو ہر کوئی کہہ سکتا ہے۔ بات تب ہے کہ ہمارے سامنے نشان دکھایا جائے اور اسلام کے خدا کا قادر ہونا ثابت کیا جائے۔'' پس یہ نشان آپؑ کی زندگی میں پورا ہونا تھا۔'' پانچویں غرض یہ بیان کی گئی تھی کہ تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ ''یعنی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے۔'' اگر اس پیشگوئی نے چارسو سال کے بعد ہی پورا ہونا تھا تو اس زمانہ کے لوگ یہ کس طرح یقین کر سکتے تھے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ چھٹی غرض یہ بیان کی گئی تھی کہ تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور اس کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اس کے معنی بھی یہی بنتے ہیں کہ وہ لوگ جو میرے زمانہ میں اسلام کی تکذیب کر رہے ہیں۔ ''یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں'' ان کے سامنے میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ انہیں اسلام کی صداقت کی ایک بڑی کھلی نشانی ملے گی مگر ملے گی چارسو سال کے بعد۔ جب موجودہ زمانہ کے لوگوں بلکہ ان کی اولادوں اور ان کی اولادوں میں سے بھی کوئی زندہ نہیں ہو گا۔'' اب یہ بھی کوئی عقل کی بات نہیں ہے۔ ''ساتویں آپؑ نے بیان فرمایا کہ یہ پیشگوئی اس لیے کی گئی ہے تا کہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے اور پتہ لگ جائے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ چارسو سال کے بعد آنے والے وجود سے اس زمانہ کے لوگوں کو کیونکر پتا لگ سکتا ہے کہ وہ (مجرم) جھوٹ بول رہے تھے۔''

(الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 542 تا 544)

پس یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی اولاد سے متعلق تھی اور جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ ہیں کہ تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت اور نسل کا ہو گا۔ بعد کی نسل میں سے نہیں۔ یہ آپؑ کے بیٹے کے بارے میں تھی جو بڑی شان سے پوری ہوئی اور باون سال تک حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت ایک روشن چمکتے نشان کی طرح دنیا پر ظاہر ہوئی اور آپؓ کے علم و معرفت کا جو کام ہے اس کے غیر بھی معترف ہوئے جس کی تفصیل جماعت کے لٹریچر میں موجود ہے اگر بیان کرنے لگوں تو کافی وقت لگ جائے۔

(خطبہ جمعہ 21/ فروری 2020ء)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store | Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ترجمہ و تلخیص ایم ظفر

مٹی سے گھر بنانے والے پرندے

پکاتھارٹیز Picathartes

کانگو کا یہ باشندہ یہاں 44 ملین سال سے آباد ہے۔اس طرح اسے زمین کے قدیم ترین آباد کاروں میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

پکاتھارٹیز کوے جتنا ہوتا ہے اور ان کے سر پر بال نہیں ہوتے۔اس مناسبت سے انہیں Bald Crows یعنی گنجے کوے بھی کہا جاتا ہے۔البتہ ان کا دھڑ سفید پر اور چونچ کالی، ماتھااور آنکھوں کے گرد زرد رنگ کے حلقوں کے باعث کوؤں کی نسبت یہ بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔

یہ پرندے ایک بارکسی سے جوڑا بنالیں تو تادم مرگ اسی کے ساتھ رہتے ہیں۔نر پکاتھارٹیز وقتاً فوقتاً پر پھیلا کر اپنی وفا کی تجدید کرتے رہتے ہیں۔

مٹی سے گھر بنانے کی خاصیت انہیں دوسرے پرندوں سے ممتاز کرتی ہے۔نر اور مادہ دونوں مل کرمٹی سے گھر بناتے ہیں۔نر مٹی کو ترتیب سے لگانے میں اتنے ماہر نہیں ہوتے اس کے مقابلہ میں مادہ زیادہ کاریگر ہوتی ہے اور اچھے طریقے سےمٹی لگا کر گھر بناتی ہے۔گھر بنانے کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے جہاں بارش کا پانی اسے نقصان نہ پہنچا سکے۔اس لیے بالعموم ابھری ہوئی چٹانیں گھر بنانے کے لیے اچھا انتخاب ہوتی ہیں۔گھر کی پائیداری کے لیےمٹی کے ساتھ پودوں کی نہایت باریک جڑیں بڑی مہارت سے مٹی میں ملاتے ہیں۔

مادہ 24 سے 48 گھنٹوں کے وقفے سے دو انڈے دیتی ہے۔انڈے دینے کے بعد نر اور مادہ باری باری انڈوں پر بیٹھتے ہیں اور یہ دورانیہ بارہ گھنٹے طویل ہوتا ہے۔یہ مشق تین ہفتوں تک چلتی ہے۔پھر انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔بچوں

Picathartes

کی پرورش میں نر اپنا حصہ ڈالتا ہے اور بچوں کو کھلانے کی ذمہ داری اچھے طریقے سے ادا کرتا ہے پچیس دن بعد بچے اڑنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

ان کی خوراک میں کیڑے مکوڑے، مینڈک اور مچھلیاں شامل ہیں۔

کلف سوالو Cliff Swallow

اسے امیریکن کلف سوالو بھی کہا جاتا ہے۔یہ پرندہ بھی مٹی سے گھر بناتا ہے۔گھر بنانے کے لیے ابھری ہوئی چٹانوں کے نیچے جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔یہ جگہ بالعموم کسی ندی یا دریا کے کنارے ہوتی ہے تا کہ گھر بنانے کے لیے گیلی مٹی آسانی مہیا ہو سکے۔یہ پرندے کالونیوں کی صورت میں گھر بناتے ہیں۔ایک کالونی میں دو ہزار تک گھر ہو سکتے ہیں۔نر اور مادہ ایک بار جوڑا بنا لینے کے بعد تادم مرگ اسی کے ساتھ رہتے ہیں،اور گھر بنانے میں ایک دوسرے کا بھرپور تعاون کرتے ہیں۔

جنگلی جانور بالخصوص بائسن بھینسے ندی پر پانی پینے آتے ہیں تو ان کے کھروں سےمٹی نرم ہو جاتی ہے۔چونچ سےمٹی اکھاڑنے کی نسبت یہ نرم مٹی اپنی چونچ میں بھر لینا بہت آسان ہوتا ہے اس لیے یہ پرندے جانوروں کا انتظار کرتے ہیں اور ان کے جانے کے بعد ندی سےمٹی لینا شروع کر دیتے ہیں۔یہ اپنے پڑسیوں کی

Cliff Swallow

دیواروں پر لگی تازہ مٹی بھی چراتے ہیں۔اس لیے نر اور مادہ باری باری ندی سے مٹی لاتے ہیں۔ایک جاتا ہے تو دوسرا گھر کی رکھوالی کرتا ہے۔ایک بار چونچ میں بھر کر لائی گئی مٹی کو اگر ایک اینٹ شمار کیا جائے تو ایک گھر کی تعمیر میں قریباً ایک ہزار اینٹیں کام آتی ہیں۔گھر بنانے میں ایک ہفتہ لگتا ہے۔مادہ گھر کی مٹی خشک ہونے سے پہلے ہی اس میں انڈے دے دیتی ہے۔کوئی خطرہ محسوس ہونے پر پرندے شور مچا کر ایک دوسرے کو خطرے سے آگاہ کرتے ہیں۔یہ اپنا زیادہ وقت گھر میں یا پھر ہوا میں اڑتے ہوئے گزارتے ہیں۔اڑتے ہوئے ہی کیڑے مکوڑوں کا شکار کرتے ہیں اور زمین پر صرف مٹی لینے کی غرض سے اترتے ہیں۔سردیوں میں یہ گرم علاقوں کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں اور اگلے سال لوٹ کر دوبارہ اپنے پرانے گھروں میں واپس آ جاتے ہیں۔

طلوع وغروب آفتاب

06مارچ2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:21	18:27
مدینہ منورہ	05:22	18:27
قادیان	05:29	18:30
ربوہ	05:09	18:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:07	17:53